سیر و سوانح

اشراق

محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت طلیب بن ازہر رضی اللہ عنہ

نسب

حضرت طلیب بن ازہر کا تعلق بنو زہرہ سے تھا۔ عبد عوف بن عبد (دوسری روایت: عمرو بن عبد عوف) ان کے دادا، جب کہ بابائے قبیلہ زہرہ بن کلاب پانچویں جد تھے۔ کلاب بن مرہ پر حضرت طلیب کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ مبارکہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے پانچویں جد قصی بن کلاب اور حضرت طلیب کے پانچویں ابو الآباز ہرہ بن کلاب سگے بھائی تھے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب بھی بنو زہرہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

بکیرہ بنت عبد یزید حضرت طلیب بن ازہر کی والدہ تھیں۔ حضرت مطلب بن ازہر اور حضرت عبد الرحمٰن بن ازہر ان کے بھائی تھے۔

قبول اسلام

حضرت طلیب بن ازہر ابتداے اسلام میں مکہ میں ایمان لائے۔ ابن اسحٰق نے اپنی ''السیرۃ النبویۃ'' میں

''السابقون الاولون'' کی جو فہرست ترتیب دی ہے، اس میں حضرت طلیب بن ازہر کا نام شامل نہیں۔ یہی فہرست ابن ہشام کی ''السیرۃ النبویۃ'' اور ابن کثیر کی ''البدایۃ والنہایۃ'' میں نقل کی گئی ہے۔ تاہم ابن جوزی کی ''المنتظم''، ابن عبدالبر کی ''الاستیعاب''، ابن اثیر کی ''اسد الغابۃ'' اور ابن حجر کی ''الاصابۃ'' میں انھیں اسلامیان مکہ میں شمار کیا گیا ہے۔ ابن سعد اور ابن حجر نے ان کے قدیم الاسلام ہونے کی وضاحت کی ہے۔ اس اعتبار سے انھیں ''السابقون الاولون'' میں سے ایک سمجھا جا سکتا ہے۔

حبشہ کو ہجرت

حضرت طلیب بن ازہر حضرت جعفر بن ابوطالب کی سربراہی میں حبشہ کو جانے والے دوسرے قافلے میں اپنے بھائی حضرت مطلب بن ازہر اور بھاوج حضرت رملہ بنت ابوعوف کے ساتھ شریک ہجرت تھے۔

ابن سعد واحد مورخ ہیں جنھوں نے بتایا کہ حضرت مطلب بن ازہر کی حبشہ میں وفات کے بعد ان کی بیوہ ان کے بھائی حضرت طلیب بن ازہر کے نکاح میں آئیں اور محمد بن طلیب کو جنم دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وفات

حضرت طلیب بن ازہر نے بھی سرزمین حبشہ میں وفات پائی۔ حضرت رملہ بنت ابوعوف اور ان کے بیٹے محمد کی حبشہ سے لوٹنے کی کوئی اطلاع نہیں۔ غالب امکان ہے کہ وہ بھی حبشہ میں پیوند خاک ہو گئے ہوں۔

مطالعہ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

حضرت عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ

حضرت عاقل ۵۹۲ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب

حضرت عاقل کے والد کا نام بکیر (ابن اسحٰق، ابن الکلبی) یا ابوالبکیر (واقدی) تھا، عبد یالیل بن ناشب

ان کے دادا اور لیث بن سعد (یا بکیر) چھٹے جد تھے۔ کنانہ بن خزیمہ پر ان کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے۔ نضر بن کنانہ آپ کے تیرھویں جد تھے، جب کہ حضرت عاقل کا سلسلۂ نسب ان کے سوتیلے بھائی عبد مناۃ بن کنانہ سے جا ملتا ہے۔ صحابہ کے سوانح نگاروں اور علماے انساب کا اتفاق ہے کہ کنانہ بن خزیمہ حضرت عاقل کے نویں جد تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں جد تھے (جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم ۱۸۳، جمہرۃ النسب، ابن الکلبی ۱۴۶)۔

حضرت عاقل کی والدہ حضرت عفراء بنت عبید خزرج کے ذیلی قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا پہلا بیاہ بنو نجار کے حارث بن رفاعہ سے ہوا تھا جن سے حضرت معاذ اور حضرت معوذ پیدا ہوئے۔ حارث کے طلاق دینے کے بعد وہ مکہ چلی آئیں اور بکیر بن عبد یالیل سے شادی کر لی۔ ان سے حضرت خالد، حضرت ایاس، حضرت عاقل اور حضرت عامر تولد ہوئے۔ بکیر بن عبد یالیل (کی وفات یا ان سے علیحدگی) کے بعد حضرت عفراء مدینہ لوٹ آئیں اور حارث سے عقد ثانی کر لیا۔ اس عقد کے بعد حضرت عوف بن حارث کی ولادت ہوئی۔ حضرت عفراء نے اسلام قبول کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ اس کے برعکس حارث بن رفاعہ کے قبول اسلام کی کوئی شہادت نہیں، سیر صحابہ کی کتب میں ان کا نام سرے سے موجود نہیں۔

حضرت عاقل کے والدین نے ان کا نام غافل رکھا تھا، جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بدل کر عاقل کر دیا۔ حضرت عاقل کے والد بکیر حضرت عمر بن خطاب کے دادا نفیل بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے، اس لیے انھیں اور ان کی اولاد کو بنو عدی میں شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے اجداد کی نسبت سے حضرت عاقل کنانی، لیثی کہلاتے ہیں۔ حضرت ایاس بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت عامر بن بکیر ان کے بھائی تھے۔

قبول اسلام

حضرت عاقل بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت عامر بن بکیر کی دار ارقم میں آمد ہوئی تو یہ دعوت اسلامی کا مرکز بن گیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے یہی چاروں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ''السابقون الاولون'' کی فہرست میں حضرت عاقل بن بکیر کا نمبر ۵۱واں تھا۔

محمد بن عبدالوہاب کہتے ہیں کہ حضرت ارقم بن ابو ارقم کا گھر ۵/ نبوی میں دعوت اسلامی کا مرکز بنا

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

(مختصر سیرۃ الرسول ۸۹)۔ صفی الرحمٰن مبارک پوری نے بھی یہی بیان کیا ہے (الرحیق المختوم ۱۳۰)۔ حضرت عمر ۶/ نبوی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دار ارقم ہی میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تب بھی اس گھر میں آپ تعلیم اسلام و تبلیغ دین جاری رکھے ہوئے تھے۔

حبشہ کو ہجرت

اہل ایمان پر کفار قریش کے ظلم ٹوٹتے رہے تو ۵/ نبوی (۶۱۵ء) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ حبشہ (Ethiopia, Abyssinia) کو ہجرت کر جائیں۔ آپ نے فرمایا: وہاں ایسا بادشاہ (King of Axum) حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ماہ رجب میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں دو کشتیوں پر سوار ہو کر سوے حبشہ روانہ ہوئے۔ اسے ہجرت اولیٰ کہا جاتا ہے۔ چند دنوں کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالب کی سربراہی میں سڑسٹھ اہل ایمان حبشہ کو عازم سفر ہوئے۔ اس طرح مہاجرین کی مجموعی تعداد اکیاسی (یا تراسی، ایک سو نو: ابن جوزی) ہو گئی۔ حضرت عاقل بن بکیر نے حضرت جعفر کی معیت میں حبشہ ہجرت کی۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مکہ کو واپسی اور مدینہ کا رخ

۶۲۲ء: حضرت عاقل اور ان کے بھائی حبشہ سے جلد مکہ واپس آ گئے اور کچھ دیر یہاں مقیم رہے۔ قریش نے دیکھا کہ اہل ایمان کے عزم و ثبات میں کوئی کمی نہیں آئی اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے تو اپنے جبر و تشدد میں اضافہ کر دیا۔ تبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن ہوا۔ پہلے مرحلے میں آپ نے صحابہ کو مدینہ منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر اور ان کے تمام گھر والے مدینہ جانے کے لیے حضرت عمر بن خطاب کے بیس افراد پر مشتمل قافلے میں شامل ہو گئے۔ حضرت عمر بن خطاب، حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت زید بن خطاب، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابو خولی، حضرت مالک بن ابو خولی اور ان سب کے اہل خانہ اس قافلے کے شرکا تھے۔ مکہ میں حضرت عاقل اور ان کے بھائیوں کے گھروں کو تالا لگ گیا۔

مواخات

حضرت عمر کا قافلہ مدینہ پہنچ کر حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کا مہمان ہوا جو بنو عمرو بن عوف (قبا) میں رہتے

تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاقل بن بکیر کو حضرت مبشر بن عبدالمنذر (یا حضرت مجذر بن زیاد) کا مہاجر بھائی قرار دیا۔

غزوۂ بدر میں شہادت

حضرت عفراء بنت عبید واحد صحابیہ ہوئیں جن کے ساتوں بیٹے ــــ حضرت عاقل، ان کے تین سگے بھائی حضرت ایاس، حضرت خالد، حضرت عامر ــــ اور تین سوتیلے برادران حضرت معاذ، حضرت معوذ اور حضرت عوف ــــ معرکۂ فرقان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

۱۲ر رمضان ۲ھ کو آپ تین سو اٹھارہ انصار و مہاجرین کے جلو میں مدینہ سے نکلے۔ قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا آپ کے پیش نظر تھا۔ بئرابو عیینہ پہنچ کر آپ نے لشکر کو ترتیب دیا، کم عمر اصحاب کو واپس فرما دیا۔ بدر کے میدان میں جسے بدر بن مخلد نے آباد کیا اور جہاں بدر بن حارث کا کھدوایا ہوا کنواں ہے، کفار کے لشکر سے سامنا ہوا۔ لشکر میں شامل قریش سرداروں کے نام معلوم ہوئے تو آپ نے فرمایا: مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے آگے ڈال دیے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت معاذ اور حضرت معوذ نے ابوجہل کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کی اور خود بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ کل سات بھائیوں نے حق و باطل کے اس معرکے میں حصہ لیا اور تین نے جان کا نذرانہ دے کر جنت میں مقام بنا لیا۔ یہ شرف کسی دوسرے اسلامی کنبے کو حاصل نہ ہوا۔ اس غزوہ میں چودہ مسلمانوں نے رتبۂ شہادت حاصل کیا، ان میں سے چھ مہاجرین تھے جن میں سے ایک حضرت عاقل بن بکیر تھے۔ ان کے سوتیلے بھائی حضرت معاذ بن عفراء (حارث) اور حضرت معوذ بن عفراء آٹھ شہداے انصار میں شامل تھے۔

ابو اسامہ کے بھائی مالک بن زہیر جشمی (خطمی: ابن عبدالبر) نے حضرت عاقل کو شہید کیا۔ تب ان کی عمر چونتیس برس تھی۔ ان کے ساتھ ان کے انصاری بھائی حضرت مبشر بن عبدالمنذر نے بھی شہادت پائی۔

حضرت عاقل کا سن وفات ۲ھ ہے۔ طبری اور ابن کثیر کا انھیں شہداے بدر میں شمار کرنے کے بعد ۳۴ھ کے وفیات میں بتانا درست نہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اصحاب بدر (قاضی سلیمان منصور پوری)۔

حضرت عامر بن بکیر رضی اللہ عنہ

حضرت عامر مکہ میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب

حضرت عامر کے والد کا نام بکیر یا واقدی کی شاذ روایت کے مطابق ابو البکیر تھا، عبد یالیل بن ناشب ان کے دادا اور لیث بن سعد (یا بکیر) چھٹے جد تھے۔ کنانہ بن خزیمہ پر ان کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے۔ نضر بن کنانہ آپ کے تیرھویں جد تھے، جب کہ ان کے سوتیلے بھائی عبد مناۃ بن کنانہ حضرت عامر کی آٹھویں پشت تھے۔ تمام مورخین نے حضرت عامر کا یہی سلسلۂ نسب بتایا ہے، تاہم ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب میں پانچ پشتوں کا فرق دیکھ کر خیال آتا ہے کہ کہیں ان کے کچھ اجداد درج ہونے سے رہ نہ گئے ہوں۔

حضرت عامر کی والدہ حضرت عفراء بنت عبید انصار بنو نجار سے تھیں۔ ان کی شادی اپنے قبیلہ کے حارث بن رفاعہ سے ہوئی جن سے حضرت معاذ اور حضرت معوذ (عوف) پیدا ہوئے۔ طلاق ملنے کے بعد انھوں نے مکہ کے بکیر بن عبد یالیل سے نکاح کر لیا۔ ان سے حضرت خالد، حضرت ایاس، حضرت عاقل اور حضرت عامر کی ولادت ہوئی۔ بکیر بن عبد یالیل سے عقد ختم ہوا تو انھوں نے مدینہ لوٹ کر حارث سے رجوع کر لیا۔ ان سے دوبارہ نکاح کے بعد حضرت عوف (معوذ) بن حارث پیدا ہوئے۔ حضرت عفراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے اسلام قبول کیا، جب کہ حارث بن رفاعہ کے مسلمان ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔

حضرت عامر کے والد بکیر نے بنو عدی کے نفیل بن عبد العزیٰ سے پیمان باندھ رکھا تھا، حلیف ہونے کی وجہ سے انھیں اور ان کی اولاد کو بنو عدی میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت عاقل بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر اور حضرت خالد بن بکیر ان کے بھائی تھے۔

قبول اسلام

مکہ کے سخت حالات میں تعلیم و تبلیغ جاری رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابو ارقم کے گھر منتقل ہوئے تو حضرت عامر بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر اور حضرت خالد

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بن بکیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لانے والے اولین اصحاب تھے۔ ''السابقون الاولون'' کی فہرست میں حضرت عامر بن بکیر کا نمبر پچاسواں تھا۔

حضرت عمر آخری صحابی تھے جنھوں نے دار ارقم میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ایمان کی۔ اس کے بعد علانیہ دعوت کا سلسلہ شروع ہوا۔

حبشہ کو ہجرت

اہل ایمان پر مشرکین قریش کا سلسلۂ ستم جاری رہا تو ۵ / نبوی (۶۱۵ء) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ (Ethiopia, Abyssinia) ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ماہ رجب میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں دو کشتیوں پر سوار ہو کر حبشہ روانہ ہوئے۔ چند دنوں کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالب سڑسٹھ اہل ایمان کو لے کر حبشہ کے لیے نکلے۔ حضرت عامر بن بکیر نے اس قافلے میں سفر ہجرت کیا۔ ابن ہشام اور ابن کثیر نے مہاجرین حبشہ میں بکیر برادران کا ذکر نہیں کیا۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مکہ کو واپسی اور مدینہ کا رخ

۶۲۲ء: حضرت عامر اور ان کے بھائی حبشہ سے جلد مکہ واپس آ گئے اور کچھ دیر یہاں مقیم رہے۔ مشرکوں نے دیکھا کہ اہل ایمان کے عزم و ثبات میں کوئی کمی نہیں آئی اور ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے تو اپنے جبر و تشدد میں اضافہ کر دیا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کا اذن ہوا۔ پہلے مرحلے میں آپ نے صحابہ کو دار ہجرت منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت عامر بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر اور ان کے تمام گھر والے مدینہ جانے کے لیے حضرت عمر بن خطاب کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ حضرت عمر بن خطاب، حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت زید بن خطاب، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابو خولی، حضرت مالک بن ابو خولی اور ان سب کے اہل خانہ اس قافلے کے شرکا تھے۔ مکہ میں حضرت عامر اور ان کے بھائیوں کے گھروں کو تالا لگ گیا۔

مواخات

حضرت عمر کا قافلہ مدینہ پہنچ کر حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کا مہمان ہوا جو بنو عمرو بن عوف (قبا) میں

رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس کو حضرت عامر بن بکیر کا انصاری بھائی قرار دیا۔

غزوات

۱۲/ رمضان ۲ھ : حضرت عفراء بنت عبید واحد صحابیہ تھیں جن کے ساتوں بیٹوں نے غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ یہ حضرت عامر، ان کے تین سگے بھائی حضرت عاقل، حضرت ایاس، حضرت خالد اور تین سوتیلے بھائی حضرت معاذ، حضرت معوذ اور حضرت عوف تھے۔ حضرت عاقل نے شہادت پائی، حضرت معاذ اور حضرت معوذ نے ابوجہل کو جہنم واصل کیا اور خود بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اس طرح سات میں سے تین بھائیوں نے جان کا نذرانہ دے کر جنت میں مقام بنالیا۔ یہ شرف کسی دوسرے اسلامی کنبے کو حاصل نہ ہوا۔ حضرت عامر غازی رہے۔ حضرت عامر کے دادا حضرت عبد یالیل بن ناشب نے بھی بڑھاپے کے باوجود غزوۂ بدر میں شرکت کی (اصحاب بدر ۹۱)۔ ابن ہشام نے "من حضر بدرًا من المسلمين" کے عنوان کے تحت چاروں بکیر برادران کے نام بیان کیے ہیں، جب کہ ابن کثیر نے حضرت عامر بن بکیر کا نام شامل نہیں کیا، ابن جوزی نے عاصم بن بکیر لکھا۔ حضرت عامر بن بکیر کے دادا حضرت عبد یالیل کا نام تنہا قاضی سلیمان منصور پوری نے ذکر کیا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmedghamidi.com

حضرت عامر نے جنگ احد، جنگ خندق اور بعد میں ہونے والے تمام غزوات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔

وفات

۱۱ھ: حضرت عامر بن بکیر نے جنگ یمامہ میں مرتدین کے خلاف لڑتے ہوئے شہادت حاصل کی۔ اس معرکے میں کل انیس مہاجرین اور پینتیس انصار نے جام شہادت نوش کیا۔

مطالعہ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اصحاب بدر (قاضی سلیمان منصور پوری)۔

حضرت خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ

نام و نسب

حضرت خالد مکہ میں بکیر بن عبد یالیل کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنے چھٹے جد لیث بن سعد کی نسبت سے لیثی کہلاتے ہیں۔ نویں جد کنانہ بن خزیمہ پر ان کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت خالد کی والدہ حضرت عفراء بنت عبید انصار مدینہ کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر ان کے سگے، جب کہ حضرت معاذ بن حارث (یا عفراء)، حضرت معوذ بن حارث (یا عفراء) اور حضرت عوف بن حارث حضرت خالد کے سوتیلے بھائی تھے۔

حضرت خالد کے والد بکیر بنو عدی کے حلیف تھے۔

قبول اسلام

مکہ کے ناموافق حالات میں تعلیم و تبلیغ جاری رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابوارقم کے گھر منتقل ہوئے تو حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور حضرت ایاس بن بکیر سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ ''السابقون الاولون'' کی فہرست میں حضرت خالد بن بکیر کا نمبر انچاسواں تھا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حبشہ کو ہجرت

۵/ نبوی (۶۱۵ء): مشرکوں کا کم زور اور ناتواں مسلمانوں کو ایذائیں دینے کا سلسلہ بڑھتا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ ماہ رجب میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں حبشہ روانہ ہوئیں۔ چند دنوں کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالب سڑسٹھ اہل ایمان کو لے کر حبشہ کے لیے نکلے۔ حضرت خالد بن بکیر نے اس قافلے میں سفر ہجرت کیا۔ ابن ہشام اور ابن کثیر نے مہاجرین حبشہ میں بکیر برادران کا ذکر نہیں کیا۔

مکہ کو واپسی اور مدینہ کا رخ

۶۲۲ء: حضرت خالد اور ان کے بھائی حبشہ سے جلد مکہ واپس آ گئے اور کچھ دیر یہاں مقیم رہے۔ مشرکوں کا

ظلم و ستم پیہم جاری رہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو دار ہجرت مدینہ منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر اور ان کے تمام گھر والے مدینہ جانے کے لیے حضرت عمر بن خطاب کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ حضرت عمر بن خطاب، حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت زید بن خطاب، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابو خولی، حضرت مالک بن ابو خولی اور ان سب کے اہل خانہ اس قافلے کے شرکا تھے۔ مکہ میں حضرت خالد اور ان کے بھائیوں کے گھروں کو تالا لگ گیا۔

مواخات

حضرت عمر کا قافلہ مدینہ پہنچ کر حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کا مہمان ہوا جو بنو عمرو بن عوف (قبا) میں رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن دثنہ (شاذ روایت: حضرت ثابت بن قیس) کو حضرت خالد بن بکیر کا انصاری بھائی قرار دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سریہ عبداللہ بن جحش

اواخر جمادی الثانی ۲ھ (جنوری ۶۲۴ء): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں نو (بارہ: ابن سعد) مہاجرین کا ایک سریہ روانہ کیا۔ حضرت خالد بن بکیر، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت واقد بن عبداللہ اور حضرت سہیل بن بیضا اس سریہ کے شرکا تھے۔ بُحران کے مقام پر حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت سعد کا مشترکہ اونٹ کھو گیا تو دونوں وہاں رک گئے، باقی دستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کیے گئے خط میں تحریر ہدایت کے مطابق مکہ کے قریب ابن عامر کے باغ نخلہ پہنچ گیا۔ تب رجب کا آخری دن اور شعبان کی پہلی رات تھی۔ کشمش، کھالیں اور دوسرا سامان تجارت لے کر چار افراد پر مشتمل قریش کا قافلہ گزرا تو اہل سریہ نے مشورہ کیا: اگر قافلے والوں کو چھوڑا جائے تو وہ حرم پہنچ کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہوگا۔ کچھ تردد کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کیا۔ مشرک کھانا پکانے میں مصروف تھے، حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل بن عبداللہ فرار ہو گیا۔ عمرو عہد اسلامی کا پہلا

قتیل اور عثمان اور حکم پہلے اسیر تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کرکے پانچواں حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرام مہینے رجب میں جنگ کرنے پر ناراض ہوئے۔ لیکن جب یہ ارشاد ربانی نازل ہوا: 'يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ'، ''آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے، اس مہینے میں جنگ کرنا بہت برا ہے، (اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کا کفر کرنا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر ہے اور فتنہ وفساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے'' (البقرہ ۲: ۲۱۷) تو آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت سعد اور حضرت عتبہ صحیح سلامت واپس آ گئے تو آپ نے سولہ سو دینار فدیہ لے کر قریش کے اسیروں عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ حکم بن کیسان نے رہائی کے فوراً بعد آپ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سریہ عبداللہ بن جحش جنگ بدر کے وقوع کا سبب بنا۔ قریش کے تجارتی قافلے غیر مامون ہونے سے ان کی معیشت خطرے میں پڑ گئی تو وہ سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہو گئے۔

بدر و احد

حضرت عفراء بنت عبید کے ساتوں بیٹوں نے غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ حضرت خالد بن بکیر اور ان کے تین سگے بھائیوں حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور حضرت ایاس بن بکیر نے بنوعدی کے حلفاء کی حیثیت سے، جب کہ تین سوتیلے بھائیوں حضرت معاذ بن عفراء، حضرت معوذ بن عفراء اور حضرت عوف بن حارث نے انصار کے قبیلہ بنو سواد کی طرف سے شرکت کی۔ اس غزوہ میں پچاس کٹے مشرک جہنم واصل ہوئے۔ حضرت خالد بن بکیر اور ان کے بھائی حضرت ایاس نے مل کر (دوسری روایت: حضرت ابودجانہ نے) معبد بن وہب کو قتل کیا۔

حضرت خالد بن بکیر نے جنگ احد میں بھی حصہ لیا۔

سانحہ رجیع میں شہادت

۳ھ (شاذ روایت: ۴ھ): جنگ احد کے بعد قبیلہ ہون بن خزیمہ کی شاخوں ـــــ بنو عضل و بنو قارہ ـــــ کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ، ہم لوگوں میں اسلام موجود ہے، آپ صحابہ کی ایک جماعت ہمارے ساتھ بھیجیں جو ہم میں دین کی سمجھ پیدا کرے، قرآن پڑھائے اور شریعت اسلامی کی تعلیم دے۔ آپ نے چھ اصحاب ـــــ حضرت مرثد بن ابو مرثد، حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت خبیب بن عدی، حضرت زید بن دثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق ـــــ کو منتخب کر کے حضرت مرثد (حضرت عاصم: ابن سعد، ابن جوزی، بخاری، رقم ۳۰۴۵) کو امیر مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ بخاری اور ابن جوزی نے شرکا کی تعداد دس بتائی، ابن جوزی نے حضرت معتب بن عبید کے اضافے کی صراحت بھی کی۔ راستے میں ہدہ (یا ہداہ) کے مقام پر بنو ہذیل کا رجیع نامی چشمہ پڑتا تھا، وہاں پہنچ کر عضل و قارہ کے لوگوں نے دغا کی، انھوں نے بنو ہذیل کی شاخ بنو لحیان کے لوگوں کو اپنے ساتھ آنے والے اصحاب پر حملہ کرنے کے لیے بلا لیا۔ اس صورت حال میں بھی یہ ایمان والے نہ گھبرائے اور پہاڑ پر چڑھ گئے، پھر حضرت مرثد، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت عاصم اتر کر حملہ آور ہونے والے سو کے قریب کافروں سے بھڑ گئے۔ لڑتے لڑتے یہ تینوں شہید ہو گئے تو حضرت خبیب بن عدی، حضرت زید اور حضرت عبداللہ نے مزاحمت نہ کی۔ بنو ہذیل انھیں گرفتار کر کے مکہ کی طرف چل پڑے۔ ظہران کے مقام پر حضرت عبداللہ بن طارق نے رسیوں سے ہاتھ نکال کر تلوار سونت لی۔ مشرک ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور دور سے پتھر برسا برسا کر ان کو شہید کر دیا۔ حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دثنہ کو وہ مکہ لے گئے۔ حضرت خبیب کو بنو تمیم کے حجیر بن ابو اہاب نے اپنے بہنوئی حارث بن عامر کا انتقام لینے کے لیے خرید لیا۔ حضرت زید بن دثنہ کا سودا صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کا بدلہ لینے کے لیے کیا۔ حرام مہینوں میں یہ ان کی قید میں رہے، پھر دونوں کو مکہ سے باہر تنعیم کے مقام پر لے جایا گیا۔ حارث بن عامر کے بیٹے عقبہ نے حضرت خبیب کو شہید کیا، جب کہ حضرت زید کو صفوان بن امیہ کے غلام نسطاس نے سولی پر لٹکایا اور ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔

شہادت کے وقت حضرت خالد بن بکیر کی عمر چونتیس برس تھی۔ حضرت حسان بن ثابت نے حضرت خالد اور دوسرے شہدا کا مرثیہ کہا:

ألا ليتني شهدت ابن طارق

''سنو، کاش، میں (مقام رجیع میں) عبداللہ بن طارق کے ساتھ ہوتا۔''

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

وزيدًا و ماتغني الأماني و مرثدا

”اور زید بن دثنہ اور مرثد بن ابو مرثد کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے تمنائیں کام نہیں آتیں۔“

فدافعت عن حبي خبيبٍ و عاصم

”کاش، میں نے اپنے دوستوں خبیب بن عدی اور عاصم بن ثابت کا دفاع کیا ہوتا۔“

و كان شفاءً لو تداركت خالدا

”میرے دل کو سکون ہوتا اگر خالد بن بکیر کی مدد کی ہوتی۔“

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن اسحٰق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، تاریخ الاسلام، المغازی (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ

نام و نسب

حضرت ایاس مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام بکیر بن عبد یالیل تھا۔ اپنے چھٹے جد لیث بن سعد کی نسبت سے لیثی کہلاتے ہیں۔ کنانہ بن خزیمہ پر ان کا شجرۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے۔ نضر بن کنانہ آپ کے تیرھویں جد تھے، جب کہ ان کے سوتیلے بھائی عبد مناۃ بن کنانہ حضرت ایاس کی آٹھویں پشت میں تھے۔ اگر ”الاستیعاب“ کے قوسین میں دیے گئے آبا کو شامل کر لیا جائے تو لیث حضرت ایاس کے آٹھویں اور عبد مناۃ دسویں جد بنتے ہیں، اس طرح بکیر برادران اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجروں میں تفاوت کم ہو جاتا ہے (باب ایاس)۔

حضرت ایاس کی والدہ حضرت عفراء بنت عبید خزرج کے ذیلی قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ بنو نجار ہی کے حارث بن رفاعہ سے ان کا پہلا نکاح ہوا جن سے حضرت معاذ اور حضرت معوذ پیدا ہوئے۔ ان سے علیحدگی کے بعد وہ مکہ چلی آئیں اور بکیر بن عبد یالیل سے شادی کر لی۔ ان سے حضرت ایاس، حضرت خالد، حضرت عاقل

اور حضرت عامر کی ولادت ہوئی۔ بکیر بن عبد یالیل سے عقد زواج ختم ہونے کے بعد وہ پھر حارث کے نکاح میں آ گئیں۔ چنانچہ حضرت عوف بن حارث نے جنم لیا۔ حضرت عفراء نے اسلام قبول کیا، جب کہ حارث بن رفاعہ کے قبول اسلام کا کوئی ثبوت نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب کے دادا نفیل بن عبد العزیٰ کے حلیف ہونے کی وجہ سے حضرت ایاس کو بنو عدی میں شمار کیا جاتا ہے۔

قبول اسلام

ابتداے اسلام میں مکہ میں کھلے عام دین کی دعوت دینا ممکن نہ تھا، اسے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف لے آئے۔ اسے اسلام کی پہلی درس گاہ کہا جاتا ہے۔ یہاں سب سے پہلے حضرت ایاس بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت عامر بن بکیر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ابن ہشام کی مرتبہ 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ' (التوبہ ۹: ۱۰۰) کی فہرست میں حضرت ایاس کا نمبر ۵۲ واں ہے۔ محمد بن عبد الوہاب کہتے ہیں کہ حضرت ارقم بن ابو ارقم کا گھر ۵/ نبوی میں دعوت اسلامی کا مرکز بنا (مختصر سیرۃ الرسول ۸۹)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حبشہ کو ہجرت

۵/ نبوی (۶۱۵ء): اصحاب رسول کے لیے مکہ میں جینا دوبھر ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ حبشہ (ایتھوپیا) چلے جاؤ جہاں کا بادشاہ نجاشی ظلم روا نہیں رکھتا۔ چنانچہ ماہ رجب میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں دو کشتیوں پر سوار ہو کر سوے حبشہ روانہ ہوئے۔ چند دنوں کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالب کی سربراہی میں سڑسٹھ اہل ایمان حبشہ کو عازم سفر ہوئے۔ اس طرح مہاجرین کی مجموعی تعداد اکیاسی (یا تراسی، ایک سو نو: ابن جوزی) ہو گئی۔ حضرت ایاس بن بکیر نے حضرت جعفر کی معیت میں حبشہ ہجرت کی۔ ابن اسحٰق اور ان کے متبعین ابن ہشام، ابن جوزی اور ابن کثیر نے بکیر برادران کا ذکر 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ' میں تو کیا ہے، تاہم مہاجرین حبشہ میں ان کے نام شامل نہیں کیے۔

مکہ کو واپسی اور مدینہ کا رخ

۶۲۲ء: حضرت ایاس اور ان کے بھائی حبشہ سے مکہ واپس آئے تو مسلمانوں کی تعداد بڑھ چکی تھی، جب کہ

قریش کا جبر و تشدد بھی روز افزوں تھا۔ آخر کار اللہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن ہوا۔ پہلے مرحلے میں آپ نے صحابہ کو مدینہ منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت ایاس بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور ان کے تمام گھر والے مدینہ جانے کے لیے حضرت عمر بن خطاب کے بیس افراد پر مشتمل قافلے میں شامل ہو گئے۔ حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت زید بن خطاب، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت عمرو بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابو خولی، حضرت مالک بن ابو خولی اور ان سب کے اہل خانہ ہم راہ تھے۔ مکہ میں حضرت ایاس اور ان کے بھائیوں کے گھر مقفل ہو گئے۔

اہل مدینہ کا بھائی چارہ

قافلہ ہجرت کے شرکا عوالی مدینہ پہنچ کر حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے مہمان ہوئے جو بنو عمرو بن عوف میں رہتے تھے۔ سلسلۂ مواخات ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن خزمہ کو حضرت ایاس بن بکیر کا انصاری بھائی قرار دیا۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

عہد نبوی کے غزوات

مدینہ آنے کے بعد حضرت ایاس نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، جنگ خیبر اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔

حضرت عفراء بنت عبید واحد صحابیہ تھیں جن کے ساتوں بیٹے، حضرت ایاس، ان کے تین سگے اور تین سوتیلے بھائی معرکۂ فرقان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ ان میں سے تین —— حضرت عاقل، حضرت معاذ اور حضرت معوذ —— نے جان کا نذرانہ دے کر جنت میں مقام بنالیا۔ یہ شرف کسی دوسرے اسلامی کنبے کو حاصل نہ ہوا۔ فتح خیبر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعوں الشق (بشمول حصن ابی، حصن النزار) اور نطاۃ (بشمول حصن الصعب، حصن ناعم، حصن الزبیر) کے اموال کو جنگ میں شریک چودہ سو پیادہ اور دو سو گھڑ سوار صحابہ میں تقسیم فرمایا۔ ہر پیادہ کو ایک ایک حصہ اور گھڑ سوار کو دو دو (تین تین: بروایۃ مکحول) حصے ملے۔ حضرت ایاس بن بکیر نے بھی اپنا حصہ وصول کیا۔

زمانۂ خلفاے راشدین

یہودیوں کو مدینہ سے جلا وطن کرنے کے بعد خلیفۂ دوم حضرت عمر نے وادی القریٰ تقسیم کی تو ایک حصہ

حضرت ایاس بن بکیر کو دیا۔

حضرت ایاس فتح مصر میں بھی شریک ہوئے۔

وفات

حضرت ایاس نے طویل عمر پائی۔انھوں نے حضرت عثمان کی شہادت سے ایک سال پیش تر ۳۴ھ میں وفات پائی۔

اولاد

حضرت ایاس کے بیٹے محمد بن ایاس نے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ سے حدیث روایت کی ہے۔

مطالعہ مزید: السیرۃ النبویۃ(ابن ہشام)،الطبقات الکبریٰ(ابن سعد)،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب (ابن عبدالبر)، سیر اعلام النبلاء(ذہبی)،اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ(ابن اثیر)،البدایۃ و النہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمیزالصحابۃ(ابن حجر)،اصحاب بدر (قاضی سلیمان منصور پوری)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com